لِيُخْرِجَ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ مِنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى

النور
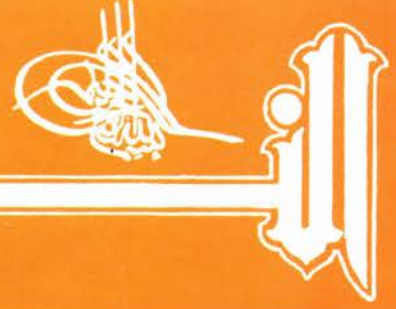
جماعتہائے احمدیہ امریکہ

جون ۲۰۰۱ء — احسان ۱۳۸۰ ہش

Maulana Sheikh Mubarik Ahmad translated the book Riaz-us-Saleheen in Swahili language.
Above, he is presenting a copy of this book to Hazrat Khalifatul Masih IV

THE AHMADIYYA GAZETTE IS PUBLISHED BY THE **AHMADIYA MOVEMENT IN ISLAM**, INC., AT THE LOCAL ADDRESS 31 Sycamore St. P. O. Box 226, Chauncey, OH 45719. **PERIODICALS POSTAGE PAID AT CHAUNCEY, OHIO, 45719.**
Postmaster: Send address changes to:
THE AHMADIYYA GAZETTE
P. O. Box 226
Chauncey, OH 45719-0226
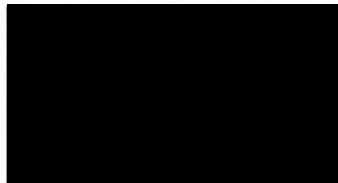
Maulana Sheikh Mubarak Ahmad, with Sahibzada Mirza Mansoor Ahmad and Sahibzada M. M. Ahmad, Ameer, Jama'at Ahmadiyya,USA

Maulana Sheikh Mubarak Ahmad meeting some delegates from the African countries

SOME SCENES FROM THE SHURA 2001 HELD DURING APRIL 27-29, 2001

(Above) Voting during the election of Central Office Bearers

SOME SCENES FROM THE SHURA 2001 HELD DURING APRIL 27-29, 2001

Silent prayers at the conclusion of the Shura 2001

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝١

ا۔ اللہ کے نام کے ساتھ جو بے انتہا رحم کرنے والا، بن مانگے دینے والا (اور) بار بار رحم کرنے والا ہے۔

اِنَّا فَتَحْنَا لَكَ فَتْحًا مُّبِيْنًا ۝٢

۲۔ یقیناً ہم نے تجھے کھلی کھلی فتح عطا کی ہے۔

لِّيَغْفِرَ لَكَ اللّٰهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْۢبِكَ وَ مَا تَاَخَّرَ وَ يُتِمَّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكَ وَ يَهْدِيَكَ صِرَاطًا مُّسْتَقِيْمًا ۝٣

۳۔ تا کہ اللہ تجھے تیری ہر سابقہ اور ہر آئندہ ہونے والی لغزش بخش دے اور تجھ پر اپنی نعمت کو کمال تک پہنچائے اور تجھے صراطِ مستقیم پر گامزن رکھے۔

وَّ يَنْصُرَكَ اللّٰهُ نَصْرًا عَزِيْزًا ۝٤

۴۔ اور اللہ تیری وہ نصرت کرے جو عزت اور غلبہ والی نصرت ہو۔

هُوَ الَّذِيْۤ اَنْزَلَ السَّكِيْنَةَ فِيْ قُلُوْبِ الْمُؤْمِنِيْنَ لِيَزْدَادُوْۤا اِيْمَانًا مَّعَ اِيْمَانِهِمْ ؕ وَ لِلّٰهِ جُنُوْدُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَ كَانَ اللّٰهُ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ۝٥

۵۔ وہی ہے جس نے مومنوں کے دلوں میں سکینت اتاری تا کہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ ایمان میں مزید بڑھیں۔ اور آسمانوں اور زمین کے لشکر اللہ ہی کی ملکیت ہیں اور اللہ دائمی علم رکھنے والا (اور) بہت حکمت والا ہے۔

لِّيُدْخِلَ الْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتِ جَنّٰتٍ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا وَ يُكَفِّرَ عَنْهُمْ سَيِّاٰتِهِمْ ؕ وَ كَانَ ذٰلِكَ عِنْدَ اللّٰهِ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝٦

۶۔ تا کہ وہ مومنوں اور مومنات کو ایسی جنتوں میں داخل کرے جن کے دامن میں نہریں بہتی ہیں۔ وہ اُن میں ہمیشہ رہنے والے ہوں گے۔ اور وہ اُن سے اُن کی برائیاں دور کر دے۔ اور اللہ کے نزدیک یہ

☆ یہ سورت صلح حدیبیہ سے واپسی پر مدینہ میں نازل ہوئی ہے اور بسم اللہ سمیت اس کی تیس آیات ہیں۔ پچھلی سورت میں مسلمانوں کو واضح الفاظ میں انتم الاعلون کہہ کر بشارت دی گئی تھی کہ فتح ان کا مقدر ہے۔ اس سورت کے آغاز میں رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا ہے کہ صلح حدیبیہ آپ کی ایک عظیم سیاسی فتح ہے جو آئندہ فتوحات کا پیش خیمہ ہے۔

ـ عَنِ الْبَرَآءِ بْنِ عَازِبٍ رَضِیَ اللّٰہُ عَنْہُمَا قَالَ: اَمَرَنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ بِسَبْعٍ وَنَہَانَا عَنْ سَبْعٍ، اَمَرَنَا بِعِیَادَۃِ الْمَرِیْضِ، وَاتِّبَاعِ الْجَنَازَۃِ وَتَشْمِیْتِ الْعَاطِسِ وَاِبْرَارِ الْمُقْسِمِ، وَنَصْرِ الْمَظْلُوْمِ وَاِجَابَۃِ الدَّاعِیْ، وَاِفْشَآءِ السَّلَامِ۔ وَنَہَانَا عَنْ خَوَاتِیْمِ الذَّہَبِ تَخَتُّمٍ بِالذَّہَبِ وَ عَنْ شُرْبٍ بِالْفِضَّۃِ، وَعَنِ الْمَیَاثِرِ الْحُمُرِ، وَعَنِ الْقَسِیِّ، وَعَنْ لُبْسِ الْحَرِیْرِ وَالْاِسْتَبْرَقِ وَالدِّیْبَاجِ۔

(بخاری کتاب الادب باب تشمیت العاطس)

حضرت براء بن عازبؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں سات باتوں کا حکم دیا اور سات باتوں سے روکا۔ حکم دیا کہ بیمار کی عیادت کریں، جنازوں میں شامل ہوں۔ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دیں۔ قسم کھانیوالے کو قسم پوری کرنے میں امداد دیں۔ مظلوم کی مدد کریں۔ دعوت کرنے والے کی دعوت قبول کریں اور سلام کو رواج دیں۔ آپؐ نے ہمیں روکا:۔ سونے کی انگوٹھی پہننے سے، چاندی کے برتن میں پانی پینے سے، سرخ رنگ کے ریشمی گدوں پر بیٹھنے سے (یعنی زریں مرصع پالان اور کاٹھیاں بنانے ریشمی فرش بچھانے سے) قسی نامی کپڑا (جو ریشم اور سوت سے ملا کر بنایا جاتا ہے) پہننے سے۔ اطلس اور دیباج (یعنی خالص ریشم) پہننے سے۔

فہرست مضامین

نگران صاحبزادہ مرزا مظفر احمد
امیر جماعت احمدیہ امریکہ

ایڈیٹر
سید شمشاد احمد ناصر

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے مبارک الفاظ میں

جلسہ سالانہ کے اغراض و مقاصد اور برکات

"اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ
وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے"

ہمارا جلسہ سالانہ

دراصل اُس عظیم الشان جلسے کا پَرتَو ہے جس کی بنیادی اینٹ خدا تعالےٰ نے آج سے قریباً ایک صدی قبل قادیان خود اپنے ہاتھ سے رکھی تھی پہلا جلسہ سالانہ جس میں صرف ۷۵ افراد نے شرکت کی تھی آج ساری دنیا میں کروڑوں افراد کو برکتوں سے معمور کرتا چلا جا رہا ہے۔ سیٹلائیٹ کے نئے انتظام کے تحت تو ان برکات کا دائرہ تمام برّاعظموں تک وسیع ہو کر کروڑوں تشنہ روحوں کی سیرابی کے سامان مہیا کر رہا ہے فَالْحَمْدُ لِلّٰہِ عَلٰی ذَالِکَ۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ میں شرکت کرنے والوں کو مخاطب کر کے کچھ نصائح فرمائی ہیں جو ہمیشہ ہمارے مدّ نظر رہنی چاہئیں۔ حضور اقدس جلسہ سالانہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں۔

"لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جن میں تمام مخلصین اگر خدا چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ...... حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربّانی باتوں کے سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں...... ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناس ہو کر آپس میں رشتہ تودّد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا...... اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلشانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی سلسلہ میں اور بھی کئی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے ...... ماسوا اس کے جلسہ میں یہ بھی ضروریات میں سے ہے کہ یورپ اور امریکہ کی دینی ہمدردی کے لئے تدابیر حسنہ پیش کی جائیں کیونکہ اب یہ ثابت شدہ امر ہے کہ یورپ اور امریکہ کے سعید لوگ اسلام کے قبول کرنے کے لئے طیار ہو رہے ہیں ...... اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں جو زاد راہ کی استطاعت رکھتے ہوں اور اپنا سرمائی بستر لحاف وغیرہ بھی بقدر ضرورت ساتھ لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں...... اور مکرر لکھا جاتا ہے کہ اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں طیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی چیز انہونی نہیں...... بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر ایک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالےٰ اُن کے ساتھ ہو اور ان کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات ان پر آسان کر دیوے اور ان کے ہمّ و غم دور فرما دے اور ان کو ہر ایک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں ان پر کھول دیوے۔"

حضرت مسیح پاک علیہ السلام کا ایک ایک فقرہ ہمیں پیغام دے رہا ہے کہ جلسہ سالانہ کے دوران ہمارے اوقات کیسے بسر ہونے چاہیئیں۔ ہم سب کا فرض ہے کہ جلسہ کی تمام تقاریر کو بغور سنیں نمازوں میں شمولیت کا خصوصی اہتمام کریں وہ بھائی جو ہماری جماعت میں نئے شامل ہوئے ہیں ان سے تعارف حاصل کر کے ان کے ساتھ تعلق اخوت استوار کریں نظام کی پابندی کو اپنا شعار بنائیں اور اپنے بھائیوں کو بھی امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے قرآنی حکم کے تحت نیکی کی تلقین کرتے رہیں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ دعاؤں میں لگ جائیں کہ اللہ تعالےٰ ہمارے جلسہ کو ہر لحاظ سے کامیاب اور بابرکت کرے۔ آمین ثم آمین۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کی روشنی میں

اکرامِ ضیف

مکرم مولانا بشیر احمد خاں صاحب رفیق، لندن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر جب پہلی وحی کا نزول ہوا تو آپ غارِ حرا سے نہایت گھبراہٹ کی حالت میں مکہ تشریف لے گئے اور حضرت خدیجۃ الکبریٰ کو فرمایا کہ مجھے کمبل اوڑھا دو۔ جب آپ کی طبیعت میں کچھ سکون پیدا ہوا تو آپؐ نے حضرت خدیجہؓ کو نزول وحی کا واقعہ سنایا اور فرمایا خدیجہ مجھے خوف محسوس ہوتا ہے۔ حضرت خدیجہؓ نے جواب دیا، خدا کی قسم اللہ آپ کو کبھی رسوا نہیں کرے گا۔ آپ تو صلہ رحمی کرنے والے کمزوروں کا بوجھ اٹھانے والے، محتاجوں کے لیے کمانے والے، مہمان نوازی کرنے والے اور راہِ حق میں مصائب سہنے والے ہیں۔ اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ حضرت خدیجہؓ کی گواہی کے مطابق آپ صلعم میں ایک خاص وصف مہمان نوازی کا تھا اور یہ اعلیٰ اخلاق میں سے ایک نہایت پسندیدہ خلق ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی مبارک پر نظر ڈالنے سے یہ بات نمایاں طور پر نظر آتی ہے کہ آپ نہ صرف خود مہمان نوازی فرمایا کرتے تھے بلکہ اپنے صحابہ کرام اور ازواج مطہرات کو بھی مہمان نوازی کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام جو اپنے آقا و مولیٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق تھے اور جو اسوہ محمدی پر قدم بقدم چلنے والے تھے بھی مہمان نوازی کے خلقِ عظیم سے متصف تھے۔ اکرام ضیف پر نہ صرف خود عمل پیرا تھے بلکہ اپنے مریدوں اور زوجۂ محترمہ کو بھی تاکیداً اکرام ضیف کی تلقین فرمایا کرتے تھے۔ آپ کا اندازِ تلقین کسقدر خوبصورت مؤثر اور دل پذیر تھا اس کی ایک جھلک مندرجہ ذیل واقعہ میں ملاحظہ فرمائیں

حضرت مفتی محمد صادق صاحب بیان کرتے ہیں:

> "جب میں ۱۹۰۵ء میں ہجرت کر کے قادیان چلا آیا اور اپنی بیوی اور بچوں کو ساتھ لایا اس وقت میرے دو بچے محمد منظور عمر ۵ سال اور عبدالسلام عمر ایک سال کے تھے۔ پہلے تو حضرت اقدس نے مجھے وہ کمرہ رہنے کے واسطے دیا جو حضور کے اوپر والے مکان میں حضور کے رہائشی صحن اور کوچہ بندی کے اوپر والے صحن کے درمیان تھا۔ اس میں صرف دو چارپائیاں بچھ سکتی تھیں۔ چند ماہ ہم وہاں رہے اور چونکہ ساتھ ہی برآمدہ اور صحن میں حضرت اقدس معہ اہل بیت رہتے تھے اس واسطے حضور کے بولنے کی آواز سنائی دیتی تھی۔
>
> ایک شب کا ذکر ہے کہ کچھ مہمان آئے جن کے واسطے جگہ کے انتظام کے لیے حضرت سیدہ حیران ہو رہی تھیں کہ سارا مکان تو پہلے ہی کشتی کی طرح پُر ہے اب ان کو کہاں ٹھہرایا جائے۔ اس وقت حضرت اقدس نے اکرام ضیف کا ذکر کرتے ہوئے حضرت بیوی صاحبہ کو پرندوں کا ایک قصہ سنایا۔ چونکہ میں بالکل ملحقہ کمرہ میں تھا اور کواڑوں کی ساخت پرانے طرز کی تھی جن کے اندر آواز بآسانی دوسری طرف پہنچتی رہتی تھی اس واسطے میں نے اس سارے قصے کو سنا۔ فرمایا۔ دیکھو! ایک دفعہ جنگل میں ایک مسافر کو شام ہو گئی۔ رات اندھیری تھی۔ قریب اسے کوئی بستی دکھائی نہ دی اور وہ ناچار ایک درخت کے نیچے رات گزارنے کے واسطے بیٹھ رہا۔ اس درخت کے اوپر ایک پرندہ کا آشیانہ تھا۔ پرندہ اپنی مادہ کے ساتھ باتیں کرنے لگا کہ دیکھو یہ مسافر جو آشیانے کے نیچے زمین پر آبیٹھا ہے یہ آج رات ہمارا مہمان ہے اور ہمارا فرض ہے کہ اس کی مہمان نوازی کریں۔ مادہ نے اس کے ساتھ اتفاق کیا اور ہر دو نے مشورہ کر کے یہ قرار دیا کہ ٹھنڈی رات ہے اور اس مہمان کو آگ تاپنے کی ضرورت ہے اور تو کچھ ہمارے پاس نہیں ہم اپنا آشیانہ توڑ کر نیچے پھینک دیں تاکہ وہ ان لکڑیوں کو جلا کر آگ تاپ لے۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور سارا آشیانہ تنکا تنکا کر کے نیچے پھینک دیا۔ اس کو مسافر نے غنیمت جانا اور ان سب لکڑیوں اور تنکوں کو جمع کر کے آگ جلائی اور تاپنے لگا۔ تب درخت پر ان پرندوں کے جوڑے نے پھر مشورہ کیا کہ آگ تو ہم نے اپنے مہمانوں کو بہم پہنچائی اور اس کے واسطے سینکنے کا سامان مہیا کیا۔ اب ہمیں چاہیے کہ اُسے کھانے کو بھی دیں۔ اور تو ہمارے پاس کچھ نہیں ہم خود ہی اس آگ میں جا گریں اور مسافر ہمیں بھون کر ہمارا

گوشت کھا لے۔ چنانچہ پرندوں نے ایسا ہی کیا اور
مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔"

(ذکرِ حبیب مولفہ مفتی محمد صادق صاحبؓ صہ ۸۵)

آپ اپنے خدام کو بھی اس وصف کے پیدا کرنے کی تلقین فرمایا کرتے
چنانچہ فرماتے ہیں :

"چونکہ آدمی بہت ہوتے ہیں اور ممکن ہے کہ کسی کی ضرورت
کا علم نہ ہو۔ اس لیے ہر ایک شخص کو چاہیے کہ جس شئے
کی اسے ضرورت ہو وہ بلا تکلف کہدے۔ اگر کوئی جان
بوجھ کر چھپاتا ہے تو وہ گنہگار ہے۔ ہماری جماعت کا
اصول ہی بے تکلفی ہے۔"

(ملفوظات جلد ۷۔ صہ ۱۰۲)

مہمانوں کے آرام کا آپ کو کس قدر خیال رہتا تھا اور ان کے
آرام و آسائش کے لیے خود اپنی ذات پر کس طرح سختی فرمایا کرتے
تھے۔ اس کے چند واقعات درج کرتا ہوں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحب
جو آپ کے خاص رفقاء میں شمار ہوتے ہیں، فرماتے ہیں :

"دو شخص منی پور آسام سے قادیان آئے اور مہمان خانہ میں
آکر انہوں نے خادمانِ مہمان خانہ سے کہا کہ ہمارے بستر
اتارے جائیں اور سامان لایا جائے اور چارپائی بچھائی
جائے۔ خادمان نے کہا کہ آپ خود اپنا سامان اتروائیں
چارپائیاں بھی مل جائیں گی۔ دونوں مہمان اس بات پر
رنجیدہ ہوگئے اور فوراً یکہ میں سوار ہو کر واپس روانہ
ہوگئے۔ میں نے مولوی عبدالکریم صاحب سے یہ ذکر کیا
تو مولوی صاحب فرمانے لگے جانے بھی دو ایسے جلد بازوں
کو۔ حضرت اقدس کو اس واقعہ کا علم ہوا تو نہایت
جلدی سے ایسی حالت میں کہ جوتا پہننا بھی مشکل ہوگیا
حضور ان کے پیچھے نہایت تیز قدم چل پڑے۔ چند خدام بھی
ہمراہ تھے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ نہر کے قریب پہنچ کر ان
کا یکہ مل گیا اور حضور کو آتا دیکھ کر وہ یکہ سے اُتر پڑے
اور حضور نے انہیں واپس چلنے کے لیے فرمایا کہ آپ
کے واپس ہونے کا مجھے بہت درد پہنچا ہے۔ چنانچہ
وہ واپس ہوئے۔ حضور نے یکہ میں سوار ہونے کے
لیے انہیں فرمایا اور فرمایا میں ساتھ چلتا ہوں مگر وہ شرمندہ
ہوئے اور سوار نہ ہوئے۔ اس کے بعد مہمان خانہ پہنچے
حضور نے خود ان کے بستر آتارنے کے لیے ہاتھ بڑھایا
مگر خدام نے آتار لیے۔ حضور نے اسی وقت دو نواری
پلنگ بچھائے اور ان پر ان کے بستر کروائے۔ ان سے
پوچھا کہ آپ کیا کھائیں گے اور خود ہی فرمایا کہ اس طرف
تو چاول کھائے جاتے ہیں اور رات کو دودھ کے
لیے پوچھا۔ جب تک کھانا نہ آیا وہیں ٹھہرے رہے۔"

(سیرت المہدی جلد ۳۔ صہ ۴۴)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں :

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ پر بہت سے آدمی آئے تھے
جن کے پاس کوئی پارچہ سرمائی نہ تھا۔ ایک شخص نبی بخش
نمبردار ساکن بٹالہ نے اندر سے لحاف بچھونے منگوانے
شروع کیے اور مہمانوں کو دیتا رہا۔ میں عشاء کے بعد
حضرت صاحب کی خدمت میں حاضر ہوا تو آپ بغلوں میں
ہاتھ دیے بیٹھے تھے۔ اور ایک صاحبزادہ جو غالباً
حضرت خلیفۃ المسیح الثانی تھے پاس لیٹے تھے اور ایک
شتری چوغہ انہیں اوڑھا رکھا تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ نے
بھی اپنا لحاف بچھونا طلب کرنے پر مہمانوں کے لیے
بھیج دیا۔ میں نے عرض کی کہ حضور کے پاس کوئی پارچہ
نہیں رہا اور سردی بہت ہے۔ فرمانے لگے کہ مہمانوں کو
تکلیف نہیں ہونی چاہیے اور ہمارا کیا ہے رات گذر جائے گی
نیچے آکر میں نے نبی بخش نمبردار کو بہت بُرا بھلا کہا کہ تم
حضرت صاحب کا لحاف بچھونا بھی لے آئے۔ وہ شرمندہ
ہوا اور کہنے لگا کہ جس کو دے چکا ہوں اس سے کسطرح
واپس لوں۔ پھر میں مفتی فضل الرحمٰن صاحب یا کسی اور سے
ٹھیک یاد نہیں رہا لحاف بچھونا مانگ کر اوپر لے گیا۔ آپ
نے فرمایا کسی اور کو دے دو مجھے تو اکثر نیند بھی نہیں
آیا کرتی۔ اور میرے اصرار پر بھی آپ نے نہ لیا اور فرمایا
کسی مہمان کو دے دو۔ پھر میں لے آیا۔"

(روایاتِ ظفر ۷۶)

حضرت منشی صاحبؓ فرماتے ہیں :

"آپ کی عادت تھی کہ مہمانوں کے لیے دوستوں سے پوچھ
پوچھ کر عمدہ سے عمدہ کھانے پکواتے کہ کوئی عمدہ کھانا
بتاؤ کہ جو دوستوں کے لیے پکوایا جائے۔ حکیم حسام الدین
صاحب سیالکوٹی میر حامد شاہ صاحب مرحوم کے والد تھے
ضعیف العمر آدمی تھے ان کو بلایا اور فرمایا کہ میر صاحب کوئی
عمدہ کھانا بتلائیے جو مہمانوں کے لیے پکوایا جائے۔ انہوں
نے کہا میں شب دیگ عمدہ پکوانی جانتا ہوں۔ آپ نے
فرمایا بہت اچھا اور ایک مٹھی روپیوں کی نکال کر ان کے
آگے رکھ دی۔ انہوں نے بقدر ضرورت روپے اٹھا لیے
اور آکر انہوں نے بہت سے شلجم منگوائے اور چالیس بکاپس
کے قریب کھونٹیاں لکڑی کی بنوائیں۔ شلجم چھلوا کر کھونٹیوں
سے کوچے لگوانے شروع کیے اور ان میں مصالحہ اور زعفران
ایسی چیزیں بھروائیں۔ پھر وہ دیگ پکوائی جو واقعہ میں

بہت لذیذ تھی۔ اور حضرت صاحب نے بھی بہت تعریف
فرمائی اور مہمانوں کو کھلائی گئی۔" (روایاتِ ظفر ۸۱)

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"میں قادیان میں مسجد مبارک سے ملحق کمرے میں ٹھہرا کرتا
تھا۔ میں ایک دفعہ سحری کھا رہا تھا۔ حضور تشریف لے
آئے۔ دیکھ کر فرمایا۔ آپ دال سے روٹی کھا رہے
ہیں۔ اور اسی وقت منتظم کو بلوایا اور فرمانے لگے آپ
سحری کے وقت دوستوں کو ایسا کھانا دیتے ہیں۔ یہاں
ہمارے جس قدر احباب ہیں وہ سفر میں نہیں۔ ہر ایک سے
دریافت کرو کہ ان کو کیا چیز کھانے کی عادت ہے اور وہ
سحری کو کیا چیز پسند کرتے ہیں۔ ویسا ہی کھانا ان
کے لیے تیار کیا جائے۔ پھر منتظم میرے لیے اور کھانا
لایا مگر میں کھانا کھا چکا تھا اور اذان بھی ہو گئی تھی
حضور نے فرمایا۔ اذان جلد دی گئی ہے اس کا خیال نہ کرو۔"
(روایاتِ ظفر ۱۰۳)

آپؑ کو خدام کی دلداری کس قدر محبوب تھی اس کی ایک جھلک
مندرجہ ذیل واقعہ میں ملاحظہ کریں۔ حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ فرماتے ہیں:

"ایک مقدمہ کے تعلق سے میں ایک دفعہ گورداسپور میں
رہ گیا تھا۔ حضور کا پیغام پہنچا کہ واپسی میں مل کر جائیں
چنانچہ میں اور شیخ نیاز احمد صاحب ایک دوست اور مفتی
فضل الرحمٰن صاحب قادیان کو یکّے میں روانہ ہوئے۔ بارش
سخت تھی اس لیے یکے کو واپس کرنا پڑا اور ہم بھیگتے رات
کے دو بجے کے قریب قادیان پہنچے۔ حضور اسی وقت باہر
تشریف لے آئے ہمیں چائے پلوائی اور بیٹھے باتیں پوچھتے
رہے۔ ہماری سفر کی تمام کوفت جاتی رہی۔ پھر حضور تشریف
لے گئے۔" (روایاتِ ظفر ۵۰)

ایک دفعہ میں قادیان سے رخصت ہونے لگا۔ حضور
سے اجازت طلب کی۔ حضور نے فرمایا ٹھہر جائیں،
اندر سے دودھ کا گلاس لائے اور پھر نہر تک ہمیں
چھوڑنے گئے۔" (روایاتِ ظفر ۹۲)

میاں عبداللہ صاحب سنوری فرماتے ہیں کہ:

"ایک دفعہ حضرت مسیح موعود بیت الذکر (مسجد مبارک کے
ساتھ والا حجرہ جو حضرت صاحب کے مکان کا حصّہ ہے)
لیٹے ہوئے تھے اور میں پاؤں دبا رہا تھا کہ حجرہ کی کھڑکی
پر لالہ شرم پت یا لالہ ملاوامل نے دستک دی۔ میں اٹھ
کر کھڑکی کھولنے لگا مگر حضرت صاحب نے بڑی جلدی
اٹھ کر تیزی سے جاکر مجھ سے پہلے زنجیر کھول دی اور پھر
اپنی جگہ جا کر بیٹھ گئے اور فرمایا آپ ہمارے مہمان ہیں
اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مہمان کا اکرام
کرنا چاہیئے۔" (روایاتِ سیرت المہدی ۸۹ حصّہ ۲)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ فرماتے ہیں:

"غالباً ۱۸۹۷ء یا ۱۸۹۸ء کا واقعہ ہوگا۔ مجھے حضرت صاحب
نے مسجد مبارک میں بٹھایا جو کہ اس وقت ایک چھوٹی سی
جگہ تھی۔ فرمایا آپ بیٹھیے میں آپ کے لیے کھانا لاتا
ہوں۔ یہ کہہ کر آپ اندر تشریف لے گئے۔ میرا خیال
تھا کہ کسی خادم کے ہاتھ کھانا بھیج دیں گے۔ مگر چند منٹ
کے بعد کھڑکی کھلی تو میں کیا دیکھتا ہوں کہ اپنے ہاتھ میں
سینی اٹھائے ہوئے میرے لیے کھانا لائے ہیں۔ مجھے
دیکھ کر فرمایا کہ آپ کھانا کھائیے میں پانی لاتا ہوں
بے اختیار رقت سے میرے آنسو نکل آئے کہ جب
حضرت ہمارے مقتدا اور پیشوا ہو کر ہماری یہ خدمت
کرتے ہیں تو ہمیں آپس میں ایک دوسرے کی کس قدر
خدمت کرنی چاہیئے۔" (ذکرِ حبیب مفتی محمد صادق صہ)

حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ بڑی رات گئے ایک مہمان آگیا۔ کوئی چارپائی
خالی نہ تھی اور سب سو رہے تھے۔ حضرت نے فرمایا۔ ذرا
ٹھہریے میں ابھی انتظام کرتا ہوں۔ آپ اندر تشریف
لے گئے اور دیر تک واپس نہ آئے۔ مہمان نے خیال کیا
شاید حضرت بھول گئے۔ اس نے ڈیوڑھی میں جھانکا تو دیکھا
کہ ایک صاحب چارپائی بن رہے ہیں اور حضرت مٹی کا دیا
لیے کھڑے ہیں۔ چارپائی بنی گئی اور مہمان کو دی گئی۔ ادھر
مہمان صاحب عرقِ ندامت میں غرق ہو رہے تھے کہ میں نے
آدھی رات کے وقت حضرت کو اس قدر تکلیف دی۔ ادھر
حضرت اقدس عذر فرما رہے تھے کہ معاف کرنا چارپائی لانے میں
دیر ہوگئی۔"

حضرت منشی ظفر احمد صاحب فرماتے ہیں:

"ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر خرچ نہ تھا۔ ان دنوں
جلسہ کے لیے الگ چندہ جمع ہو کر نہیں جاتا تھا۔ حضرت
مسیح موعودؑ اپنے پاس سے صرف فرماتے تھے۔ میر ناصر نواب
صاحب مرحوم نے آکر عرض کی کہ رات کو مہمانوں کے لیے
کوئی سامان نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بیوی صاحبہ سے
کوئی زیور لے کر جو کفایت کر سکے فروخت کر کے سامان
کرلیں۔ چنانچہ زیور فروخت یا رہن کر کے میر صاحب روپیہ
لائے اور مہمانوں کے لیے سامان بہم پہنچایا۔"
(سیرت المہدی جلد ۲)

protection.

He continued his address, adding: We must make a maximum effort for the success of the cause for which our predecessors have done tremendous work. The Promised Messiah, *'alaihissalam,* spent every moment of his life in this cause but yet looked after his followers. Amir Sahib presented a number of examples from his life illustrating his care for his followers.

He read from the advice of Hazrat Khalifatul-Masih II, *radiyallahu 'anhu,* given in a letter to his son, Hazrat Mirza Nasir Ahmad, later to be Khalifatul-Masih III, *rahimahullah,* impressing upon him the importance of the service to Islam and its defense, that he should visit the mosque as often as possible, importance of good manners with respect to *tabligh*, and that all respect in Ahmadiyyat, an exhortation to read the books of the Promised Messiah, *'alaihissalam,* and his books, as people will find life in them. We are but to pass away and only God is forever so try to show His face to the world and make Him your objective. Do not rest until His supremacy is achieved, he continued quoting from the letter. He advised the members to read the whole text of the letter carefully which is published in the *Ahmadiyya Gazette/Al-Nur*.

The proceedings of *Shura* ended with *Du'a* and group photos followed by lunch and *Zuhr* and *Asr* Prayers.

جناب مولوی حسن علی صاحب بھاگلپوری جو بہار کے رہنے والے تھے اور پٹنہ ہائی سکول کے ہیڈ ماسٹر تھے اور اپنے زمانہ کی مشہور شخصیت تھے ۱۸۸۷ء میں حضرت اقدس کی ملاقات کے لیے قادیان تشریف لائے اور حضور سے ملاقات کی۔ آپ نے اپنے خیالات اور قلبی جذبات کا اظہار ایک رسالہ "تائید حق" میں بدیں الفاظ کیا۔ آپ تحریر فرماتے ہیں:

"مرزا صاحب کی مہمان نوازی کو دیکھ کر مجھے تعجب سا گذرا ایک چھوٹی سی بات لکھتا ہوں جس سے سامعین ان کی مہمان نوازی کا اندازہ کر سکتے ہیں۔ مجھ کو پان کھانے کی بُری عادت تھی۔ امرتسر میں تو مجھ کو پان مِلا لیکن بٹالہ میں مجھ کو پان کہیں نہ ملا۔ ناچار الائچی وغیرہ کھا کر صبر کیا میرے امرتسر کے ایک دوست نے کمال کیا کہ حضرت میرزا صاحب سے نہ معلوم کس وقت میری اس بری عادت کا تذکرہ کر دیا۔ چنانچہ میرزا صاحب نے گورداسپور ایک آدمی کو روانہ کیا۔ دوسرے دن گیارہ بجے کے وقت جب میں کھانا کھا چکا تو پان موجود پایا۔ سولہ کوس سے پان میرے لیے منگوائے گئے۔"

مولانا ابوالکلام آزاد کے بڑے بھائی مولانا ابوالنصر مرحوم ۱۹۰۵ء میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ملاقات کے لیے قادیان تشریف لے گئے قادیان سے واپس جا کر انہوں نے اخبار "وکیل" امرتسر میں ایک مضمون لکھا فرماتے ہیں:

"میں نے کیا دیکھا۔ قادیان دیکھا۔ مرزا صاحب سے ملاقات کی اور ان کا مہمان رہا۔ مرزا صاحب کے اخلاق اور توجہ کا مجھے شکریہ ادا کرنا چاہیے .... اکرام ضیف کی صفت خاص اشخاص تک محدود نہ تھی۔ چھوٹے سے لیکر بڑے تک ہر ایک نے بھائی کا سا سلوک کیا .... مرزا صاحب کی صورت نہایت شاندار ہے۔ جس کا اثر بہت قوی ہوتا ہے، آنکھوں میں ایک خاص طرح کی چمک اور کیفیت ہے .... مرزا صاحب کی وسیع الاخلاقی کا یہ ادنیٰ نمونہ ہے کہ اثنائے قیام کی متواتر نوازشوں پر بایں الفاظ مجھے مشکور ہونے کا موقع دیا کہ ہم آپ کو اس وعدہ پر واپس جانے کی اجازت دیتے ہیں کہ آپ پھر آئیں اور کم از کم دو ہفتہ قیام کریں۔"

حضرت قاضی محمد یوسف صاحب پشاوری فرماتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم مسجد مبارک میں کھانا کھا رہے تھے جو حضرت صاحب کے گھر سے آیا تھا۔ اتفاقاً میری نظر سالن میں ایک مکھی پر پڑ گئی۔ مجھے چونکہ مکھی سے طبعاً شدید نفرت ہے میں نے کھانے سے ہاتھ کھینچ لیا۔ خادمہ جب کھانے کے برتن واپس لے کر گئی تو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی نظر پڑ گئی۔ آپ نے دریافت فرمایا کہ کھانا کس نے نہیں کھایا۔ خادمہ نے بتایا کہ سالن میں مکھی کی وجہ سے قاضی صاحب نے کھانا واپس بھجوا دیا ہے۔ آپ اس وقت کھانا کھا رہے تھے۔ فوراً اپنے سامنے کا کھانا اٹھا کر باہر بھجوا دیا اور اپنے ہاتھ کا نوالہ بھی برتن میں چھوڑ دیا خادمہ خوشی خوشی کھانا لائی اور بتایا کہ حضرت صاحب نے اپنا تبرک بھجوا دیا ہے۔ ——— ❖